Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

An Analytical Study of Sources of Tafsir by Sunni and Shiite Commentators

اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین کے نزدیک مصادر تفسیر کا تجزیاتی مطالعہ

Sajid Ali
PhD Rescuer Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, Muslim Youth University Islamabad. sajidalimalik7865@gmail.com

Abstract

This article explores the essential sources for Tafsir (Quranic interpretation), focusing on how scholars interpret Quranic verses. It highlights the diverse foundations used by scholars in both Sunni and Shia traditions. The discussion distinguishes between straightforward interpretation and allegorical exegesis, explaining the concept of impactful interpretation. The primary sources for Tafsir, including the Quran, Hadith, and teachings of the early generations (Salaf), are introduced. The article also examines scholars' views on incorporating Israelite traditions into Tafsir, analyzes the methodological intricacies of interpreting through the Arabic language, and explores scholars' preferences evident in language choices. This comprehensive analysis contributes to a better understanding of scholars' varied approaches to uncovering the profound meanings within the Quranic text.

Keywords: Tafsir, Quranic interpretation, Sunni, Shia, Exegesis

مقدمہ

قرآن مجید اللہ تعالی کی جانب سے نازل ہونے والی آخری کتاب ہے۔ جو جن وانس کی دنیاوی واخروی زندگی کو اوج کمال تک پہنچانے اور سعادت ابدی کے حصول کی ضامن ہے۔ یہ کتاب ہمہ جہات سے مکمل ہے، جیسے کہ خود قرآن ببانگ دہل اعلان کرتا ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ[1]"۔ اور ہر خشک وتر کا بیان اس روشن کتاب میں ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا اس کا شارح اول خود رسولاللہؐ ہیں، اس بات کی تصریح خود قرآن نے کی ہے وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[2]" اور ہم نے آپ پر ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں جو کچھ ان کی جانب بھیجا گیا ہے۔ آپؐ کے بعد اہل بیت نبوتؑ اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی عنھم نے قرآن مجید کی تفسیر فرمائی، یوں یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے اور تا قیام قیامت رہے گا۔ قرآن کریم سے ہر فرد اپنی بساط کے مطابق رشد وہدایت حاصل کرتا رہے گا۔ دنیا کی تاریخ میں یہ اعزاز بھی قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اسے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے مختلف زبانوں میں سب سے زیادہ توضیحی وتشریحی کتابیں لکھنے کا سلسلہ صدر اسلام سے جاری وساری ہے۔ مسلمانان عالم ان کتابوں کو تفسیر سے تعبیر کرتے ہیں۔

علم تفسیر کا تعلق بالواسطہ قرآن کریم کی توضیح وتشریح کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ علم باقی تمام علوم پر فوقیت وافضلیت رکھتا ہے۔ قرآن کی تفسیر ہر کوئی اپنے حساب سے نہیں کر سکتا ہے بلکہ اس کے لئے مفسرین نے شرائط رکھے ہیں، مفسر اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ ان حدود وقیود میں رہ کر تفسیر کریں۔ لہذا قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین منابع تفسیر کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ جو بات وہ کرنے جارہے ہیں یا جس آیت کی وہ تفسیر لکھ رہے ہیں وہ منابع تفسیر میں سے کسی ایک کے حوالے کے ساتھ ہو، منابع تفسیر کونسے ہیں اور مفسرین اہل سنت واہل تشیع کے نزدیک منابع تفسیر میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں اس مختصر مقالہ میں ہم اسی بات کی پڑتال کریں گے۔

تفسیر کا لغوی معنی

لفظ تفسیر "فسر" سے مشتق ہوا ہے اور اس کے معنی "بیان کرنا اور پوشیدہ چیز کو کشف کرنا ہے[3]۔

تفسیر کی اصطلاحی تعریف

التفسیر علم یعرف به فهم کتاب الله منزل علی نبیه محمد و بیان معانیه واستخراج احکامه و حکمه[4]۔

تفسیر ایسا علم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ اس کے نبی حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی کو اور اس کے مطالب کو سمجھا جاتا ہے اور اس کے ذریعے کتاب اللہ کے احکام اور حکمتوں کا استخراج کیا جاتا ہے۔

اس تعریف کی روشنی میں علم تفسیر درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۔ تفسیر میں کتاب اللہ کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں کیا پیغام دے رہے ہیں۔

۲۔ تفسیر میں کتاب اللہ کے معنی کو بیان کیا جاتا ہے یعنی مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت کرکے عامۃ الناس کو سمجھایا جاتا ہے۔

۳۔ کتاب اللہ کے احکام کا استخراج کرنا بھی مفسر کا کام ہے کہ وہ آیات الاحکام میں بیان شدہ حکم کو بیان کریں۔

OPEN ACCESS

۴۔ قرآن مجید حکمتوں سے بھری ہوئی ہے مفسر کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک اس کی حکمتوں کو بیان کرنا ہے۔

تاویل

تاویل کا لغوی معنیٰ

تاویل کا مادہ اصلی "اول" ہے جس کا معنیٰ "پلٹنے کے ہیں"[5]۔

تاویل کی اصطلاحی تعریف

رد احد المحتمیلین الی ما یطابق الظاھر[6]۔

کلام میں موجود احتمالوں میں سے ایک کو ظاہر کے مطابق پلٹانا۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کلام میں کئی احتمالات ہوتے ہیں مگر مفسر ایک احتمال کو لیتا ہے جو ظاہر آیت سے مطابقت رکھتی ہو۔

تفسیر اور تاویل میں فرق

اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے ہم یہاں پر چند فروق کو مختصراً بیان کرتے ہیں[7]۔

ا۔ تفسیر اور تاویل کا معنی ایک ہی ہے۔

۳۔ معنیٰ واحد کو کشف کرنے کا نام تفسیر ہے معانی متعدد میں سے ایک معنیٰ کو ترجیح دینے کا نام تاویل ہے۔

۴۔ روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے آیت کا مفہوم بیان کرنے کو تفسیر کہتے ہیں جبکہ درایت کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنی آیت کی توضیح کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

خلاصہ: اور بھی بہت سے فروق بیان کئے گئے ہیں تاہم ان کے مطالب انہیں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان فروق میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کم و بیش تفسیر و تاویل کا مطلب ایک جیسا ہے اگرچہ جزوی اختلاف موجود ہے۔ دونوں میں کلام اللہ کا مراد واقعی کو کشف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تفسیر بالماثور

قرآن مجید کی تمام آیات ایک نہج کی نہیں ہیں بعض آیات کو عربی زبان پر دسترس رکھنے والا شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے ایسی آیات کو محکم کہتے ہیں جبکہ بعض دیگر آیات کو سمجھنا عام لوگوں کے بس میں نہیں ہیں، کیونکہ ان میں اجمال، اطلاق اور عموم وغیرہ پایا جاتا ہے اور دوسری جگہ ان آیات کی تفصیل، تقیید اور تخصیص لگائی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض آیات متشابہ ہوتی ہیں جن کو عربی دان نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ایسی آیات کو سمجھنے کے لئے خود قرآن کی دوسری آیات یا سنت نبویؐ یا پھر آثار واقوال سلف کی مدد لی جاتی ہے تفسیر کا اس اسلوب کو تفسیر بالماثور کہا جاتا ہے، اسے منقول تفسیر بھی کہا جاتا ہے۔[8]

OPEN ACCESS

عربی میں تفسیر بالماثور کو تفسیر بالروایۃ کہا جاتا ہے[9] جبکہ اردو میں اسے تفسیر ماثوری یا اثری یا روایتی یا نقلی کہا جاتا ہے۔[10] اقسام تفسیر میں سب سے بہترین اور افضل تفسیر ماثوری ہے۔[11] کیونکہ اس میں مفسر کی رائی کے بجائے مستند دلائل اور شواہد کی بناء پر تفسیر کی جاتی ہے۔

تفسير القرآن بالقرآن

تفسیر اثری میں میں سب سے معتبر اور اہم طریقہ قرآن کی تفسیر قرآن کے زریعے سے کرنا ہے یہ طریقہ تفسیر تمام مسلم مفسرین کے ہاں حجت اور معتمد ہے۔ اس کے بارے میں علامہ سیوطی[12] لکھتے ہیں کہ تفسیر القرآن بالقرآن کی قبولیت ناقابل شک ہے اس لئے کہ متکلم اپنا کلام کا مطلب سب سے زیادہ جانتا ہے۔[13] اسی طرح علامہ طباطبائیؒ[14] نے تفسیر المیزان میں تفسیر القرآن بالقرآن کو تفسیر قرآن کا بنیادی قاعدہ قرار دیا ہے اور قرآن کی آیات کی تفسیر کے لئے سب سے پہلے دیگر آیات سے مدد لیتے ہوئے آیت کا مفہوم واضح کیا ہے۔[15]

علامہ علامہ محمد حسین نجفیؒ تفسیر القرآن بالقرآن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ صرف عربی زبان و ادب پر مکمل دسترس رکھنا قرآن کو سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کی آیات کی شان نزول تاریخی پس منظر کلامی اور فقہی تحقیق بھی لازمی ہے اس کے علاوہ قرآن کے سیاق و سباق اور معانی و مفاہیم میں غور و فکر کرتے ہوئے احکام کے اخذ میں تامل کرنا مفسر کے لئے بے حد ضروری ہے اسی کا نام تفسیر القرآن بالقرآن ہے اس لیے کہ قرآن میں ایک بات کہیں پر مجمل ہوتی ہے جبکہ دوسری جگہ پر اس کی تفصیل موجود ہوتی ہے" لان القرآن يفسر بعضه بعضا "بعض قرآن دوسرے بعض کی تفسیر کرتا ہے۔[16]

نتیجۃ البحث: قرآن مجید کی تفسیر میں سب سے اجود اور افضل تفسیرِ اثری خود قرآن کے ذریعے سے قرآن کی تفسیر کرنا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنا بیان کا مراد خود بہتر جانتے ہیں قرآن مجید کا اسلوب بھی یہی ہے کہ ایک بات کہیں پر عام، مطلق اور مجمل بیان کرتا ہے پھر حسب ضرورت دوسری جگہوں پر اسے تقید، تخصیص اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

تفسير القرآن بالاحاديث

قرآن مجید کی تفسیر احادیث مبارکہ سے کرنا تفسیر ماثور کا دوسرا اسلوب ہے اور یہ معتبر ترین طریقہ ہے اس لیے کہ قرآن رسول اللہؐ پر نازل ہوا اور آپؐ قرآن کے پہلے مفسر ہیں جس کی تصریح خود قرآن اور احادیث مبارکہ نے کیا ہے۔ آپؐ کو مبعوث کرنے کا مقصد تعلیمات قرآن کو لوگوں تک پہنچانا ہے یوں رسول خداؐ کی تعلیمات تفسیر قرآن کا اہم ترین ماخذ ہیں کسی بھی کتاب خاص کر آسمانی کتابوں کی صحیح تشریح وہیں کر سکتے ہیں جس پر کتاب نازل ہوئی ہو کوئی بھی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ میں صاحب کتاب سے زیادہ کتاب کو جانتا ہوں۔

تفسیر القرآن بالاحادیث کے بارے میں علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ احادیث کے ذریعے قرآن کی تفسیر کرنا ضروری اور شک سے خالی شی ہے اس لیے کہ سب سے بہتر ہدایت اور رہنمائی حضرت محمدؐ کی ہدایت ہے منصب نبوت شرح و بیان قرآن تھا اور آپ

OPEN ACCESS

معصوم اور امین تھے۔[17] علامہ محمد علی صابونیؒ تفسیر القرآن بالاحادیث کے بارے میں لکھتے ہیں، تفسیر القرآن بالاحادیث تفسیر ماثور کی اعلیٰ انواع میں سے ہے اور اس کا قابل قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہؐ کا منصب ہی اللہ نے قرآن کی توضیح وبیان قرار دیا ہے[18]۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول خداؐ کی احادیث سے تفسیر قرآن کرنا اثری تفسیر میں دوسرا درجہ رکھتا ہے۔ علامہ طبرسیؒ[19] تفسیر القرآن بالاحادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی مجمل آیات وغیرہ کی تفسیر میں ذاتی رائی کے بجائے رسول خداؐ کی احادیث کی جانب رجوع کرنا چاہیئے اور اسی سے آیات کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت ہے[20]۔

تفسیر القرآن بالاحادیث کے بارے میں آیت اللہ خوئیؒ[21] فرماتے ہیں فہم قرآن اور تفسیر قرآن میں ان معانی ومفاہیم پر حمل کرنا چاہیئے جو معصومینؑ یعنی رسول اللہؐ اور بارہ اماموں سے ثابت ہے اس لیے کہ یہی ہستیاں دین کی مرجع ہیں جن سے رسول خداؐ نے تمسک کا حکم دیا ہے۔[22]

علامہ محمد حسین نجفی تفسیر القرآن بالاحادیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کو معلم قرآن بنا کر بھیجتے ہوئے کتاب اللہ کا درس وتدرس کو آپ کا فریضہ قرار دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[23]" وہ لوگوں کو قرآن وحکمت پڑھاتے تھے۔

آپؐ کے بعد یہ فریضہ اہل بیتؑ میں سے بارہ اماموں کے سپرد ہوا اور وہ قرآن کی تفسیر آپ کی تعلیمات کی روشنی میں کرتے رہے۔ لہٰذا تفسیر القرآن بالقرآن کے بعد تفسیر ماثور میں رسول خداؐ اور آپ کے بعد ائمہ اہل بیتؑ کی جانب رجوع کرنا ضروری ہے متعدد روایات آئے ہیں کہ:

"انما يعرف القرآن من خوطب به[24]"

قرآن کی حقیقت کو وہیں سمجھتے ہیں۔

جو مخاطب قرآن ہیں، اور جن کے گھروں میں قرآن اترا ہے فریقین (شیعہ سنی) مفسرین کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ قرآن کی تفسیر حدیث صحیح اور نص صریح کے بغیر کرنا تفسیر بالرائی شمار ہوتی ہے جو کہ حرام ہے۔[25]

غزوہ احد کے واقعات جن آیات میں بیان ہوئے ہیں ان کی تفسیر میں علامہ محمد حسین نجفیؒ لکھتے ہیں کہ ان آیات میں غزوہ احد کا تذکرہ ہو رہا ہے، جبکہ ظاہر آیت سے یہ بات بلکل سمجھ میں نہیں آتی ہے لیکن تفسیر وحدیث میں مذکور ہے، اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن فہمی کیلئے احادیث کی ضرورت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے[26]۔ تمام مسلمانوں کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ تفسیر القرآن بالاحادیث حجت ہے تاہم تفسیری روایات میں اسرائیلیات اور ضعیف حدیثوں کی بھرمار ہے اس لیے مفسر کو تفسیر کرتے ہوئے سند پر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے علماء اہل سنت کے ہاں فقط رسول خداؐ کی احادیث سے کی گئی تفسیر حجت ہے جبکہ شیعہ امامیہ کے نزدیک رسول خداؐ سمیت بارہ اماموں کی احادیث حجت ہیں لہٰذا تفسیر میں بھی ان کی حجیت مسلم ہے شیعہ امامیہ ائمہ

CC BY

اہل بیتؑ کی احادیث کو رسول اللہؐ کی حدیث کے مانند سمجھتے ہیں جیسے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: حَديثي حَديثُ أبي، وَ حَديثُ أبي حَديثُ جَدي، وَ حَديثُ جَدّي حَديثُ الْحُسَيْنِ، وَ حَديثُ الْحُسَيْنِ حَديثُ الْحَسَنِ، وَ حَديثُ الْحَسَنِ حَديثُ أميرالْمُؤْمِنينَ، وَ حَديثُ أميرالْمُؤْمِنينَ حَديثُ رَسُولِ اللهِ (صلى الله عليه وآله وسلم)، وَ حَديثُ رَسُولِ اللهِ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ[27]۔ یعنی میری نقل کردہ حدیث میرے والد کی حدیث ہے میرے والد کی حدیث میرے دادا کی حدیث ہے میرے دادا کی حدیث حضرت امام حسینؑ کی حدیث ہے حضرت امام حسینؑ کی حدیث حضرت امام حسنؑ کی حدیث ہے حضرت امام حسنؑ کی حدیث امام علیؑ کی حدیث ہے امام علیؑ کی حدیث خاتم مرتبت رسول اللہؐ کی حدیث ہے رسول اللہؐ کی حدیث جبرئیلؑ کی حدیث ہے جبرئیلؑ کی حدیث اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے۔

تفسیر میں اقوال سلف کا مقام و مرتبہ

قرآن مجید کی تفسیر کا ایک مصدر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے تفسیری اقوال ہیں، تفسیر میں یہ اقوال کیا علمی درجہ رکھتے ہیں اس حوالے سے چند علماء کے اقوال بیان کریں گے۔

۱۔علامہ طباطبائیؒ تفسیر المیزان میں فرماتے ہیں:۔

واما اقوال الصحابہ والتابعین فھی لیست بحجۃ ذاتھا، وانما ھی اجتھاد منھم واما اروی من اسباب النزول فقد استعان بھا[28]۔

اقوال صحابہ اور تابعین بذات خود حجت نہیں ہیں بلکہ یہ ان کی اجتہادی رائی ہے اگر اسباب نزول کو بیان کریں تو ان سے مدد لیا جائے گا۔ کیونکہ وہ عصر رسولؐ کے قریب کے ہونے کی وجہ سے آیات کے اسباب نزول جانتے ہیں۔ اسی طرح اگر تفسیر میں حدیث نقل کریں تو بھی حجت ہے۔

۲۔علامہ طبرسیؒ اس حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:۔

"ان التفسیر القرآن لا یجوز الا بالاثرالصحیح والنص صریح کرہ جماعۃ من التابعین القول فی القرآن بالرائ[29]"۔

قرآن کی تفسیر حدیث صحیح اور نص صریح کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔ تابعین کی ایک جماعت نے قرآن میں تفسیر بالرائی کو ناپسند فرمایا ہے۔

آخری جملہ شاہد ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقوال اور آثار صحابہ و تابعین جو تفسیر کے بارے میں آئے ہیں وہ حجت نہیں ہیں۔

۳۔علامہ محمد حسین نجفی صاحب نے تفسیر کے دو ہی زرائع بیان کیئے ہیں 1: تفسیر القرآن بالقرآن،2: تفسیر القرآن بالاحادیث،[30] باقی زرائع کے بارے میں خاموشی اختیار کیا ہے تاھم تفسیر میں صحابہ اور تابعین کے اقوال کو بیان کرتے ہوئے اکثر جگھوں پر دیگر مفسرین کے تفسیری اقوال کی طرح انہیں بھی ایک تفسیری قول قرار دیا ہے اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے تفسیری اقوال دیگر مفسرین کے اقوال کی مانند ہیں لیکن ترجیح رکھتے ہیں۔

ان تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں اقوال و آثار صحابہ و تابعین شیعہ امامیہ کے نزدیک تفسیری قول کی حیثیت رکھتے ہیں جسے ترجیح دی جاتی ہے خاص کر اگر یہ قول اسباب یا شان نزول کو بیان کر رہا ہو تو حجت ہے والا کسی آیت کی

OPEN ACCESS

تفسیر میں صحابہ اور تابعین کا قول اگر بغیر سند کے نقل ہو جائے تو یہ ان کا ذاتی اجتہاد شمار ہو گا جو کہ حجت نہیں ہے، اگر سلسلہ سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کی صورت میں یہ قول حدیث ہونے کی وجہ سے حجت ہو گا پھر یہ تفسیر القرآن بالا حادیث قرار پائے گا۔

مفسرین اہل سنت کے نزدیک تفسیر القرآن بالا قوال صحابہ و تابعین بھی حجت و معتبر ہے اس ضمن میں چند علماء کے اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

ا۔علامہ جلال الدین السیوطیؒ یوں لکھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کے بہت سے ماخذ پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک اقوال صحابہ ہیں، تفسیر کے ضمن میں اقوال صحابہ علماء کے نزیک حدیث مرفوع[31] کی حیثیت رکھتے ہیں۔اسباب نزول کے باب میں تو ان کی حجیت مسلم ہے مگر دیگر اقوال تفسیری میں نزاع ہے بعض علماء اہل سنت کے نزدیک بھی صحابی کا تفسیری قول باقی موارد میں شخصی رائے شمار ہوتا ہے مگر خود مصنفؒ اُسے حدیث مرفوع کے طور پر مصدر تسلیم کرتے ہیں تابعی کا قول بھی ان کے نزدیک معتبر ہے اور یہ تفسیر کے مصادر میں سے ایک مصدر شمار ہوتا ہے[32]۔

صحابہ کے اقوال کے بارے میں اہل سنت کے ہاں درج ذیل اقوال پائے جاتے ہیں[33]:

1۔صحابہ کے اقوال حدیث مرفوع کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں کسی بھی طرح رد نہیں کیا جاسکتا۔

2۔اگر اقوال صحابی سبب نزول یا ان امور سے متعلق ہو جن میں عقل انسانی کو عمل دخل حاصل نہیں ہے تو حدیث مرفوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

3۔اگر انسانی عقل کے عمل دخل کے ابواب میں سے ہو اور رسول اللہؐ سے نسبت دیئے بغیر بیان کیا ہو تو حدیث موقوف[34] کے حکم میں ہوں گے۔

تابعین کے تفسیری اقوال میں بھی اختلاف ہے[35]۔

ا۔بعض کے نزدیک تابعین کے اقوال قابل احتجاج و حجت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے رسول خداؐ سے براہ راست کسب فیض نہیں کیا ہے۔

۲۔اکثر علماء اہل سنت تابعین کے اقوال کو تفسیر بالماثور میں شمار کرتے ہیں کیونکہ ان کا زمانہ عہد رسالت سے قریب تھا۔

۳۔بعض کے نزدیک تابعین کے تفسیری اقوال تفسیر بالرائی میں شمار ہوتے ہیں،لہذا اگر ان کی تفسیر شرائط تفسیر کے مطابق ہو گی تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

خلاصہ: تفسیر قرآن کے باب میں اقوال صحابہ کا حدیث کی حیثیت رکھنے میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک حکم حدیث رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک حدیث موقوف اور بعض کے نزدیک حدیث مرفوع کا حکم رکھتے ہیں اگر اسباب نزول یا غیر مستقلات عقلیہ[36] کے بارے میں اقوال صحابہ ذکر ہوئے ہوں تو شیعہ اور اہل سنت دونوں کے نزدیک حدیث مرفوع کا حکم رکھتے ہیں اقوال تابعین کا تفسیر بالماثور ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے تاہم جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک تفسیر ماثور ہیں۔

OPEN ACCESS

اسرائیلیات کا لغوی معنی

اسرائیل دو لفظوں کا مرکب ہے "اسراء اور ائیل" اور یہ عبرانی زبان کے الفاظ ہیں "اسراء" کا معنی عبد اور قوت ہے اور "ائیل" کا معنی "اللہ" ہے۔لہذا اسرائیل کا معنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ ہے یا "قوۃ اللّٰہ" اللہ کی طاقت کے ہیں۔ اور یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے۔[37]

اسرائیلیات کی اصطلاحی تعریف

وھی قصۃ او اسطورۃ تُروی عن مصدر اسرائیلی، سواء اکان عن کتاب او شخص تنتھی الیہ سلسلۃ اسناد القصۃ[38]۔

وہ قصہ یا عبارت جسے کسی اسرائیلی مصدر سے روایت کیا گیا ہو چاہیئے وہ کسی کتاب سے یا شخص سے جس پر اس قصہ کے اسناد ختم ہوتے ہوں۔

اسرائیلیات کا مفہوم

اسرائیلیات سے ظاہرا یہودیوں کی روایات اور دینی ثقافت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن جب تفسیر میں اسرائیلیات کی اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہود و نصاری دونوں کی دینی ثقافت اور روایات ہیں جو تفسیر میں لئے جاتے ہیں[39]۔

تفسیر میں لی جانے والی اسرائیلی روایات تین قسم کی ہیں[40]۔

۱۔جو اسرائیلی روایت لی جارہی ہو اس کی تصدیق قرآن یا سنت سے ہو جاتا ہو تو یہ قابل قبول ہے۔

۲۔اسرائلی روایت کی تکذیب قرآن و سنت سے ہو رہا ہو تو اس قسم کی اسرایلیات بلکل بھی قابل قبول نہیں ہوں گے۔

۳۔اسرائلی روایات میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن کی نہ تو کتاب و سنت سے تصدیق ہوتی ہے اور نہ ہی تکذیب ایسی روایات کا کیا حکم ہے اس حوالے سے علماء کرام خاموش ہیں مگر ان کو ذکر کرنے سے ہمارا دین کو نہ تو فائدہ ہوتا ہے نہ نقصان لہذا انہیں ذکر کرنا جائز ہے۔

اسرائیلیات کے حوالے سے علامہ محمد ھادی معرفتؒ[41] لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ سمیت دیگر تمام ادیان کی کتابوں کی جانب تفسیر میں رجوع کرنا جائز ہے بلکہ بسا اوقات کسی مطلب کی اثبات یا نفی کے لئے ان کی جانب رجوع کرنا لازمی ہے، مگر نقل روایت میں تعصب سے خالی تحقیق سے کام لینا چاہیئے۔[42]

اسرائیلیات سے قرآن کی تفسیر کرنے کے حوالے سے شاہ ولی اللہؒ[43] لکھتے ہیں کہ تفسیر میں مفسرین کے مختلف گروہ ہیں ایک گروہ آیات قرآنی کے مناسب آیات احادیث مرفوعہ اور موقوفہ اقوال تابعین اور اسرائیلی اخبار سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں اور یہ محدثین کا طریقہ ہے۔[44]

تفسیر میں اسرائیلیات کے داخل ہونے کے اسباب

مفسرین نے اسرائیلیات کا تفسیر میں آنے کے درج ذیل اسباب ذکر کیے ہیں[45]۔

(1)قدیم مفسرین تفاسیر میں ہر قسم کی بات چاہیے وہ مقبول ہو یا مردود لکھ دیتے تھے۔(۲)عربوں میں تعلیم نہ ہونے کے برابر تھا اس لیے جب انہیں کسی چیز کو جاننا ہوتا تو اہل کتاب کی جانب رجوع کرتے تھے اور ان کی باتوں کو لیتے تھے اس وجہ سے ان کی روایات آئی (۳) اکثر اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والوں کے ذہنوں میں اسرائیلیات اسلام کے بعد بھی باقی رہے جس کی وجہ سے انہوں نے آیات کی تفسیر میں اسے بھی نقل کر دیا۔

خلاصۃ:ان تمام باتوں سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ تفسیر قرآن میں اسرائیلیات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے تاہم اکثر کے نزدیک اسرائیلیات سے تفسیر کرنا جائز نہیں ہے لیکن درجہ بالا اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مفسرین میں سے جنہوں نے اسرائیلیات سے تفسیر کو جائز قرار دیا ہے ان کے نزدیک بھی اسرایلیات بذات خود تفسیر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں بلکہ قرآن و سنت کی تائید کی وجہ سے ان کو تفسیر میں لیا جاتا ہے یوں اصل حجت اور اعتبار قرآن و سنت ہے مگر اسرائیلیات ذیلی اور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیلیات سے تفسیر کرنے کو جو مفسرین جائز سمجھتے ہیں وہ بھی در اصل اسرائیلیات کو بماھو اسرائیلیات تفسیر میں نہیں لیتے ہیں بلکہ اسرائیلیات کو اسلامی تعلیمات کے سہارے لیتے ہیں یوں ان کے نزدیک بھی اسرائیلیات سے مستقل طور پر تفسیر کرنا درست نہیں ہے پس یہ بات واضح ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مستقلا اسرائیلیات سے تفسیر کرنا جائز نہیں ہے۔

تفسیر القرآن باللغۃ العربیہ

قرآن مجید کا نزول معاشرے میں رائج عربی زبان کے اسلوب کے مطابق ہوا ہے مفسر کو لغت عرب پر دسترس ہونا چاہیے تا کہ وہ قرآن کی تفسیر عربی لغت کے قواعد و ضوابط کے مطابق کر سکیں۔

عربی لغت سے قرآن کی تفسیر کرنے میں مفسرین دو طریقوں کو اپناتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کے مشکل الفاظ کے معانی کو لغت عرب کے مطابق بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جسے غریب القرآن بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ قرآن مجید کی تفسیر میں عربی لغت کے معانی بیان کرتے ہوئے دوران تفسیر احتمالی معانی میں سے ہر ایک کے مطابق یا ایک کو مد نظر رکھ کر تفسیر کرتے ہیں اور اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لغت عربی کا کونسا معنیٰ مراد لینے سے کیا مطلب و مفہوم نکلتا ہے یوں یہ مکمل ایک قسم کا تفسیری اسلوب بن جاتا ہے۔ جیسے:۔

وَالبَحرِ المَسجورِ[46]۔اور سمند کی جو موجزن ہے۔

لفظ مسجور "سجر" سے نکلا ہے اور اس کے کئی معانی ہیں۔

1: مسجور کا پہلا معنیٰ آگ کے ایندھن ہے۔

اس صورت میں آیت کا ترجمہ ہو گا۔ قسم ہے آگ زدہ سمندر کی۔

OPEN ACCESS

۲۔المسجود کا دوسرا معنی پانی سے لبریز اور موجزہونے کا ہے مفسر نے ان دونوں احتمالات کو تفسیر میں بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہی دوسرا معنی یہاں مراد ہے اسی لیے ترجمہ ہم نے اس معنی کے مطابق کیا ہے۔[47]

مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ لغت میں مہارت رکھتا ہو کیونکہ الفاظ کے مفردات کی شرح اور ان کے مدلولات کی پہچان کا واحد زریعہ علم لغت ہے حضرت مجاہدؒ کا قول ہے اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے کے لئے لغت عرب میں مہارت کے بغیر تفسیر کلام الہی کے بارے میں کچھ کہنا جائز نہیں ہے۔[48]

تفسیر القرآن بالغۃ العربیہ کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن عربی ذبان میں نازل ہوئی ہے اس لیے قرآن کی تفسیر میں مطلق لغت کو ماخذ بنا کر تفسیر کرسکتے ہیں مگر تفسیر باللغۃ کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ تفسیر کے وقت معروف اور مشہور لغت کو مد نظر رکھا جائے اور اسی کے تحت تفسیر کی جائے غیر معروف اور ظاہر سے خارج معانی سے قرآن کی تفسیر نہ کی جائے۔[49]

تفسیر القرآن بالقرآن کے بارے میں علامہ محمد حسین نجفیؒ رقم طراز ہیں کہ قرآن کی آیات دو قسم کی ہیں۔[50]

ا۔ محکم آیات جو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔

۲۔متشابہ آیات ایسی آیات تحقیق و جستجو کے بعد سمجھ میں آتی ہیں۔

قرآن مجید کی وہ آیات جن کا مفہوم واضح اور سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن اور اشتباہ نہ ہو ایسی آیات کو ہر وہ آدمی صحیح طرح سمجھ سکتا ہے جو عربی زبان اور اسکے قواعد و ضوابط کو اچھی طرح جانتا ہو مگر جہاں تشابہ پایا جاتا ہو ان میں لغت کے ذریعے سے سمجھنا ممکن نہیں بلکہ اہل خبرہ کی جانب رجوع لازمی ہے۔

خلاصہ: تفسیر القرآن باللغۃ العربیہ تفسیر بالدرایہ کی اقسام میں سے ہے اس میں مفسر لغت عربیہ کے معانی کے مطابق قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔لغت عربیہ سے تفسیر کے دو طریقے رائج ہیں۔

ا۔فقط عربی الفاظ کے معانی بیان کرنا(۲) احتمالی معانی کے پیش نظر تفسیر اور ترجمہ بھی تبدیل کرنا۔ تفسیر القرآن باللغۃ العربیہ تمام مفسرین کے ہاں جائز ہے مگر مفسر کے لیے لازمی ہے کہ مفسر لغت عربیہ پر مکمل دسترس رکھتا ہو۔

OPEN ACCESS

خلاصة البحث

مقالہ ھذا فریقین (اہل سنت و اہل تشیع) کے قرآن مجید کی تفسیر کے منہج و اسلوب کو سمجھنے اور باہمی اتحاد و وحدت کے فروغ کے لئے کیا گیا ایک ادنیٰ سی کاوش ہے، چنانچہ اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

1: تفسیر اور تاویل القرآن کا تعارف اور باہمی فرق کو بیان کیا ہے۔

2:۔ قرآن کی آیات کو سمجھنے کے لئے خود قرآن کی دوسری آیات یا سنت نبویؐ یا پھر آثار و اقوال سلف کی مدد لی جاتی ہے تفسیر کا اس اسلوب کو تفسیر بالماثور کہا جاتا ہے، اسے منقول تفسیر بھی کہا جاتا ہے۔

2: تفسیر اثری میں سب سے زیادہ متداول و مقبول اور مستند طریقہ قرآن کی کسی آیت کی تفسیر خود قرآن کی دیگر آیات سے کرنا ہے۔

3: قرآن کی تفسیر کے حوالے سے دوسرا اہم اور مستند مصدر سنت ہے، جس میں سنت قولی، سنت فعلی اور تقریر شامل ہے، اہل سنت کے نزدیک صرف نبیؐ کی سنت قابل قبول ہے جبکہ اہل تشیع کے ہاں دیگر بارہ اماموں کی سنت بھی حجیت رکھتی ہے۔

4: تفسیر کا تیسر مصدر اقوال سلف یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے اقوال ہیں، ان کی حجیت کے بارے میں اہل سنت اور اہل تشیع میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے، تفسیر قرآن کے باب میں اقوال صحابہ کا حدیث کی حیثیت رکھنے میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک حکم حدیث رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک حدیث موقوف اور بعض کے نزدیک حدیث مرفوع کا حکم رکھتے ہیں اگر اسباب نزول یا غیر مستقلات عقلیہ[51] کے بارے میں اقوال صحابہ ذکر ہوئے ہوں تو شیعہ اور اہل سنت دونوں کے نزدیک حدیث مرفوع کا حکم رکھتے ہیں اقوال تابعین کا تفسیر بالماثور ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے تاہم جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک تفسیر ماثور ہیں۔

5: اسرائیلیات سے ظاہرا یہودیوں کی روایات اور دینی ثقافت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن جب تفسیر میں اسرائیلیات کی اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہود و نصاری دونوں کی دینی ثقافت اور روایات ہیں جو تفسیر میں لئے جاتے ہیں۔

تفسیر قرآن میں اسرائیلیات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے تاہم اکثر کے نزدیک اسرائیلیات سے تفسیر کرنا جائز نہیں ہے، لیکن مفسرین میں سے جنہوں نے اسرائیلیات سے تفسیر کو جائز قرار دیا ہے ان کے نزدیک بھی اسرائیلیات بذات خود تفسیر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں بلکہ قرآن و سنت کی تائید کی وجہ سے ان کو تفسیر میں لیا جاتا ہے یوں اصل حجت اور اعتبار قرآن و سنت ہے مگر اسرائیلیات ذیلی اور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیلیات سے تفسیر کرنے کو جو مفسرین جائز سمجھتے ہیں وہ بھی در اصل اسرائیلیات کو بماھو اسرائیلیات تفسیر میں نہیں لیتے ہیں بلکہ اسرائیلیات کو اسلامی تعلیمات کے سہارے لیتے ہیں یوں ان کے نزدیک بھی اسرائیلیات سے مستقل طور پر تفسیر کرنا درست نہیں ہے پس یہ بات واضح ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مستقلا اسرائیلیات سے تفسیر کرنا جائز نہیں ہے۔

6: قرآن مجید کا نزول معاشرے میں رائج عربی زبان کے اسلوب کے مطابق ہوا ہے مفسر کو لغت عرب پر دسترس ہونا چاہیے تاکہ وہ قرآن کی تفسیر عربی لغت کے قواعد و ضوابط کے مطابق کر سکیں۔

سفارشات:

دور حاضر مسلمانوں کے باہمی نفرتوں کو ختم کر کے متحد ہونے کا ہے، تاکہ مسلمانوں کی شوکت رفتہ دوبارہ بحال ہو سکیں اس کے لئے نہایت لازمی ہے کہ ہم ان مسلمانوں نظریات کو پڑھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اس کی ابتدا قرآن سے ہونا چاہئے قرآن مجید کی تفسیر میں 90 فیصد چیزیں مشترک ہیں صرف دس فیصد شاید مختلف ہوں، ان کی اختلاف کی نوعیت بھی نزاع لفظی کی حیثیت رکھتی ہے جس کو غور خوض سے حل کیا جاسکتا ہے۔

علوم اسلامیہ کے تمام ابواب میں تقابلی مطالعہ کر کے فریقین میں پائے جانے والے مشترکات کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کیا جائے۔

---

[1] القرآن، 6:59۔

[2] القرآن، 16:44۔

3 ابن منظور محمد ابن مکرم، **لسان العرب**، ناشر، دار الفکر بیروت، 1414ق، ج5، ص55۔

4 الزرکشی، الامام بدرالدین محمد بن عبد اللہ، **البرھان فی علوم القرآن**، دار التراث 22 شارع الجمھوریہ القاھرہ، س ن ندارد۔ ج، ۱ص ۱۳۔

5 ابن منظور محمد ابن مکرم، **لسان العرب**، ج11 ص32۔

6 طبرسی، امین الاسلام ابی علی الفضل ابن الحسین، **مجمع البیان فی تفسیر القرآن**، دار العلوم والطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع جدید، 1426ھ۔ ج ۱ص ۱۱۔

7 السیوطی، امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، **الاتقان فی علوم القرآن**، ادارہ اسلامیات لاہور 1402ھ۔ ج ۲ص، ۴۲۴ تا ۴۲۵۔

8 حریری، غلام احمد، **تاریخ تفسیر و مفسرین**، ملک سنز پبلیشرز، کارخانہ بازار فیصل آباد پاکستان، ط، ہفتم، 1999ھ۔ ص، ۱۴۶۔

9 الخوئی، سید ابو القاسم الموسوی، **البیان فی تفسیر القرآن**، مترجم، محمد شفا نجفی، مطبع، عظمت برادز پرنٹرز لاہور 1410ھ۔ ص ۹۲۔

10 عباسی، عبد الحمید خان، **اصول تفسیر و تاریخ تفسیر**، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی لاہور، ط، 13، 2018ء۔ ص، ۱۹۲۔

11 الخوئی، سید ابو القاسم الموسوی، علامہ، **البیان فی تفسیر القرآن**، ص، ۹۵۔

12 امام جلال الدین سیوطی 1445 تا 1505ء کا نام عبد الرحمان، کنیت ابو الفضل اور لقب جلال الدین ہے آپ کو ابن کتب بھی کہا جاتا تھا، آپ مفسر مورخ اور فقیہ گزرے ہیں، آپ کثیر التصانیف مولفین میں سے ہیں چنانچہ آپ کی کتابوں کی تعداد 500 سے زائد شمار کی جاتی ہیں۔ در منثور اور تفسیر جلالین اور قرآنیات میں الاتقان فی علوم القرآن شہرت عام رکھتی ہیں۔ دیکھئے، السیوطی، امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، **تفسیر در منثور**، مترجم، پیر محمد کرم شاہ الازہری ناشر، ضیاء القرآن پبلیشر کراچی پاکستان۔ س ن ندارد۔ ج ۱ص 37۔40۔

13 نفس مصدر، ج ۱ص ۲۱۔

OPEN ACCESS

14 سید محمد حسین طباطبائی(1904-1981ء) آپ مفسر، فلسفی، اصولی اور اپنے دور کے بزرگ فقیہ گزرے ہیں۔ آپ نے کئی کتب تالیف کی ہیں "المیزان فی تفسیر القرآن" شہرت عام رکھتی ہے۔ صائب، عبدالحمید، **معجم مورخی الشیعۃ الامامیۃ، الذیدیۃ، الاسماعلیۃ**، موسسۃ دائرۃ معارف الفقہ الاسلامی۔ 1423ھ۔ ج2، ص313۔

15 الطباطبائی، سید محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن**، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان، ب 7120۔ ج ا ص ۱۷،

16 نجفی، علامہ محمد حسین، علامہ، **فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن**، ج ا، ص ۸۲۔

17 السیوطی، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، **تفسیر در منثور**، ج ا ص ۲۱

18 صابونی، الشیخ محمد علی، **التبیان فی علوم القرآن**، ص ۹۳۔

19 فضل بن حسن طبرسی (468-548ھ) کی کنیت ابو علی ہے جبکہ لقب امین الاسلام سے آپ کو جانا جاتا ہے۔ آپ جید اعالم دین متکلم، محدث، فقیہ اور مفسر گزرے ہیں، آپ نے 20 سے ذائد کتب تالیف کی ہیں تفسیر مجمع البیان اور جامع الجوامع علم تفسیر میں آپ کی گراں قدر تالیفات ہیں۔ االغروی، سید محمد، **مع علماء النجف الاشرف**، ج1، ص132۔

20 طبرسی، امین الاسلام ابی علی الفضل ابن الحسین، **مجمع البیان فی تفسیر القرآن**، ج1 ص11۔

21 سید ابوالقاسم موسوی خوئی (1899-1992ء) آپ بزرگ شیعہ مجتھد گزرے ہیں۔ آپ نے کئی کتب لکھیں جن میں سے علم رجال پر 23 جلدوں پر مشتمل کتاب "معجم رجال الحدیث" بہت مشہور ہے علاوہ ازاین تفسیر کے باب میں "البیان فی تفسیر القرآن" آپ کی قلمی خدمات میں سے ایک ہے۔ الغروی، سید محمد، **مع علماء النجف الاشرف**، ج2، ص520۔

22 الخوئی، سید ابوالقاسم الموسوی، **البیان فی تفسیر القرآن**، ص ۳۹۶۔

23 القرآن، 2:62۔

24 فیض کاشانی، محمد بن شاہ مرتضیٰ، علامہ، ضیاء الدین، **الوافی**، باب تفسیر الآیات، جلد ۲، صفحہ ۴۴۲۔

25 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن** ج ا ص ۸۲،۔

26 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن**، ج2، ص60۔

27 کلینی، محمد بن یعقوب، **الکافی**، تھران، ایران، دار الکتب الاسلامیۃ، ۱۳۶۳–۱۳۶۵۔۔ ج1، ص128۔ ج1، ص53۔

28 الطباطبائی، سید محمد حسین، **المیزان فی تفسیر القرآن**، ج ا، تصدیرا

29 طبرسی، امین الاسلام ابی علی الفضل ابن الحسین، **مجمع البیان فی تفسیر القرآن**، ج ا ص ۱۱۔

30 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن**، ج ا، ص ۸۲۔

31 وہ حدیث جس کے بعض راوی ساقط ہو گئے ہوں، اور لفظ مرفوع سے اس کی تصریح کی ہو۔ مرعی، عبداللہ حسین، **منتھی المقال فی درایۃ الرجال، موسسۃ العروۃ الوثقیٰ** بیروت لبنان، ط، اول، 1417ھ۔ ص46۔

32 السیوطی، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، **الاتقان فی علوم القرآن** ج ا، ص، ۳۴۹۔

33 ذہبی، ڈاکٹر محمد حسین، ڈاکٹر، **التفسیر والمفسرون**، مکتبۃ وھبۃ 14 شارع الجمھوریہ عابدین القاھرہ، س ن ندارد۔ ج1 ص95۔

OPEN ACCESS

34 وہ حدیث جسے معصومؑ کے صحابی سے روایت کی گئی ہو، لیکن اس کی سند معصوم تک نہ پہنچیں۔ مرعی، عبد اللہ حسین، **منتھی المقال فی درایۃ الرجال**، 1417ھ۔ ص 69۔

35 زھبی، ڈاکٹر محمد حسین، **التفسیر والمفسرون**، ج 1، ص 129، 128 ۔

36 ہر وہ چیز جس پر عقل بدیہی طور پر حکم لگاتا ہو اسے مستقلات عقلیہ کہتے ہیں۔ المظفر، علامہ محمد رضا، **اصول الفقہ المظفر**، ج 1 ص 179۔

37 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن**، ج ا ص ۲۰۱۔

38 معرفت، علامہ محمد ھادی، **التمہید فی علوم القرآن**، ص 78۔

39 زھبی، ڈاکٹر محمد حسین، **ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون**، ج 1، ص 121۔

40 ابن کثیر حافظ عماد الدین ابو الفداء، **تفسیر ابن کثیر** مترجم، مولانا محمد جوناگڑھی ناشر، مکتبہ القدسیہ، س ن ندارد۔ ج ا، ص ۲۶۔

41 محمد ھادی معرفت (1359۔1385ش) آپ قرآنیات میں ماہر تھے چنانچہ قرآنیات پر آپ نے 20 سے زائد کتب تالیف فرمایا ہے، جن میں سے "التمہید فی علوم القرآن" جو کہ 10 جلدوں پر مشتمل ہے شہرت عام رکھتی ہے۔ صائب، عبد الحمید، **معجم مورخی الشیعۃ الامامیۃ، الذیدیۃ، الاسماعلیۃ**، ج 2، ص 501۔

42 معرفت، علامہ محمد ھادی، **التمہید فی علوم القرآن**، ج 10، ص 91۔

43 شاہ ولی اللہ محدث دھلوی (1703۔1176ء) مغلیہ دور سلطنت کے مشہور عالم دین گزرے ہیں۔ آپ فقیہ متکلم اور مفسر تھے آپ نے کئی کتب تالیف فرمایا جن میں قرآنیات کے موضوع پر آپ کی "الفوز الکبیر" مقبول ترین کتابوں میں سے ایک گنی جاتی ہے۔ پالن پوری، احمد سعید، **رحمۃ اللہ واسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ**، زمزم پبلشرز کراچی، ج 1، ص 35

44 دھلوی، شاہ ولی اللہ، **الفوز العظیم شارح**، مولانا خورشید انور قاسمی، ناشر، قدیمی کتب خانہ مقابل آدم باغ کراچی، س ن ندارد۔ ص ۳۱۷۔

45 **علوم القرآن عند المفسرین** ج ۳ ص ۴۰۳۔ گروہ محققین۔

46 القرآن، 52:6

47 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن**، ج ۹ ص ۳۶۲۔

48 السیوطی، امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، **الاتقان فی علوم القرآن**، ج ۲ ص ۲۴۳۔

49 نفس مصدر، ج ۲۔ ص ۴۴۰۔

50 نجفی، علامہ محمد حسین، **فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن**، ج ا ص ۷۶۔

51 ہر وہ چیز جس پر عقل بدیہی طور پر حکم لگاتا ہو اسے مستقلات عقلیہ کہتے ہیں۔ المظفر، علامہ محمد رضا، **اصول الفقہ المظفر**، ج 1 ص 179۔

OPEN ACCESS